اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا (ال عمرن:164)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَر

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:21)

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّم

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا

اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

## بعد از خدا بزرگ توئی:-

ربیع الاول کے مہینے میں سید الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبےٰ ﷺ کی مبارک زندگی کے کئی پہلوؤں کو اجاگر کیا جاتا ہے۔کہیں پر ولادت باسعادت کے تذکرے ہوتے ہیں، کہیں پر عشق رسول اللہ ﷺ کے تذکرے ہوتے ہیں، کہیں اطاعت رسول ﷺ کا مفہوم بیان کیا جاتا ہے، کسی جگہ اخلاق نبوی ﷺ کا ذکر کیا جاتا ہے، کہیں پر آپ ﷺ کی مبارک تعلیمات کے بارے میں تفصیلات بتائی جاتی ہیں۔ گویا کہنے والے کے سامنے ایک سمندر ہوتا ہے جس میں سے وہ کچھ چلو پانی بھر لیتا ہے مگر کسی بھی تعریف کرنے والے نے آپ کی تعریف کا حق ادا نہ کیا۔بس اتنا کہہ کر بات کو مکمّل کر دیا کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ویسے بھی جس ذات کی تعریفیں خود پروردگار نے کی ہوں، جن کی عظمتوں کی گواہی قرآن مجید نے دی ہو

کہ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح:4) تو ہم جیسے طالب علم اس ہستی کی کیا تعریف کر سکتے ہیں۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

اے پیارے آقا ﷺ! اگر ہزار مرتبہ بھی اپنے منہ کو مشک و گلاب کے ساتھ دھویا جائے تو ہم جیسوں کے لئے پھر بھی آپ کا نام لینا بے ادبی میں شامل ہوگا۔

## انٹرنیٹ پر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ:-

آج کی اس محفل میں انگریزی لکھے پڑھے حضرات سے متعلّق چند باتیں کہی جائیں گی۔ان کے ذہنوں میں کیا کیا سوالات گردش کر رہے ہوتے ہیں اور وہ جب نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ پڑھتے ہیں تو کس انداز سے اسے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ہمارے اکثر نوجوان آجکل انٹرنیٹ کی وجہ سے کفار اور مشرکین کے کچھ ایسے مضامین بھی پڑھ لیتے ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ کی ذات طیبہ کے بارے میں عجیب وغریب بے بنیاد معلومات ہوتی ہیں۔

## ہندوؤں کا پروپیگنڈہ:-

گزشتہ روز ایک نوجوان کمپیوٹر سے ایک پلندہ نکال کر لائے اور کہا کہ ہمارے پڑوسی ملک سے کسی ہندو نے نبی اکرم ﷺ کے متعلّق فلاں فلاں باتیں کہی ہیں جن کو پڑھ کر ہم پریشان ہو چکے ہیں۔لہٰذا ہمیں ان کے جوابات عنایت فرمائیں۔وہی سوال آج کے بیان کی بنیاد بن گیا۔اس سلسلہ میں آپ کو خالصتاً وہ باتیں بتائی جائیں گی کہ اگر زندگی میں کبھی کسی کافر سے بات کرنی پڑے تو آپ ایسے دلائل دے سکیں جو وزنی ہوں اور ان کو توڑنا کسی عام آدمی کے بس کی بات ہی نہ ہو۔ایسی ٹھوس اور پکی باتیں ہوں گی جو کہنے والے کے دل کو بھی سکون دیں اور جب کہی جائیں تو فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ (البقرہ:258) والا معاملہ

پیش آجائے۔اس لئے نقلی دلائل کی بجائے عقلی دلائل دیئے جائیں گے۔اس حوالے سے آج کا یہ بیان آپ کی توجہ کا زیادہ مستحق ہے۔

## دنیا کا جغرافیائی دل:-

جزیرۂ عرب کو جب دنیا کے جغرافیے پر دیکھا جائے تو یہ تین طرف سے پانی کے ذریعے بقیہ زمین سے کٹا ہوا نظر آتا ہے اور چوتھی طرف سے یہ بقیہ زمین کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔جس طرح انسان کے سینے میں دل لٹک رہا ہوتا ہے اگر آپ دنیا کا نقشہ سامنے رکھ کر غور کریں تو جزیرۂ عرب آپکو دنیا کا جغرافیائی قلب نظر آئے گا۔اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو اس خطہ زمین میں مبعوث فرمایا۔
اس خطے میں نبی اکرم ﷺ کو بھیجنے میں کئی حکمتیں تھیں۔

## 1. بہادر لوگوں کا خطہ:-

اس خطے نے کبھی بہار نہ دیکھی تھی۔ جبکہ اس کے قرب و جوار کے ممالک میں تہذیب بھی تھی، تمدن بھی تھا، تعلیم بھی تھی اور زندگی گزارنے کی آسائشیں بھی تھیں۔ایک طرف آپ کو قیصر روم کی سلطنت نظر آئے گی۔تو دوسری طرف فارس میں بھی آپ کو ایک مستحکم حکومت نظر آئے گی۔ حبشہ اور یمن میں بھی عوام قانون کے مطابق زندگی گزارتے تھے۔ان کے پاس سہولیات دنیا کی بھی فراوانی تھی۔لیکن جب جزیرۂ عرب کے لوگوں پر نظر ڈالی جائے تو وہ ایک جدا دنیا نظر آتی ہے۔ وہ لوگ قبائل میں بٹے ہوئے تھے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ تھا۔ظلم کا دور دورہ تھا۔معاشرے کے مختلف لوگوں کے حقوق پامال کئے جارہے تھے۔ چند لوگ جو چاہتے تھے وہ کر گزرتے تھے۔ نہ عورت کے حقوق کا لحاظ رکھا جاتا تھا اور نہ ہی غریب اور کمزور کی دادرسی کی جاتی تھی۔ طاقت کے بل بوتے پر مسائل کا حل پیش کیا جاتا تھا۔علم سے دور جہالت کی زندگی تھی۔قریب کے بڑے بڑے ممالک کے بادشاہ اس خطہء زمین پر حکومت کرنا

بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ان کو اس خطہء زمین سے کوئی دلچسپی نہ تھی ۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہاں کے لوگ اکھڑ ہیں، جنگجو ہیں، قانون کو قانون نہیں سمجھتے ۔ وہاں کی زمین بنجر ہے، غیر ذی زرع ہے۔ کچھ پہاڑی علاقہ ہے وہ بھی بے برگ و گیاہ ہے اور بقیہ صحرا ہے جہاں میلوں ریت ہی ریت نظر آتی ہے۔ لہٰذا ان بادشاہوں نے جزیرہء عرب کے لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑا ہوا تھا۔اس لئے اس علاقے میں نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کو بھیجنے کی پہلی حکمت یہ تھی کہ وہاں کے لوگ بڑی جرأت والے تھے، ہاں اور ناں کے درمیان کوئی تیسری چیز نہیں جانتے تھے۔اگر وہ کسی بات پر متفق ہو جاتے تو پھر بھر پور تائید کرتے اور مخالفت کرتے تو ڈٹ کر مخالف ہوتے۔گو یا وہ دوست ہوتے تھے یا دشمن۔ایسے کھرے لوگ اس بات کے زیادہ مستحق تھے کہ اللہ کے محبوب ﷺ کو بھیجا جائے تا کہ اگر ان ضدی لوگوں نے بات کو مان لیا اور اس بات پر جم گئے تو پھر باقی دنیا کے لوگوں سے ان کے لئے بات منوانا آسان ہو جائے گا۔ یوں سمجھئے کہ ساری دنیا میں وہ سب سے زیادہ سرکش لوگ تھے۔

جب اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو اس جگہ بھیجا تو نبی اکرم ﷺ نے آ کر صداقت کے بیج بوئے ، وحی کی بارش اتری اور پھر اس زمین سے علم واخلاق کا وہ گلشن کھلا کہ دنیا نے ایسی بہار پہلے کبھی نہیں دیکھی ہوگی۔

## 2. وسائل کی کمی کا خطہ:-

اس علاقہ کے اندر شدید گرمی کا موسم تھا، پانی اور دیگر وسائل کی کمی تھی ۔ جس کی وجہ سے وہاں زندگی گزارنے کے مشکل ترین حالات موجود تھے۔لہٰذا دوسری حکمت یہ تھی کہ جب اس دشوار زندگی میں رہ کر وہ دین کو قبول کریں گے اور پھر دین کا پیغام لے کر نکلیں گے تو بقیہ آسان زندگی گزارنے والے علاقوں میں ان کے لئے جانا سہل ہو جائے گا۔ چونکہ انہوں نے مشکل حالات دیکھے ہوں گے اس لئے

زندگی کے ہر حال میں وہ دین کا پیغام پہنچانے والے بن جائیں گے۔

### 3. فصاحت و بلاغت والے لوگوں کا خطہ:-

جزیرۂ عرب کے لوگوں کو اپنی زبان دانی پر بڑا ناز تھا۔ وہ اپنے آپ کو عرب کہتے تھے اور باقی سب کو عجم کہتے تھے۔ اور عربی زبان کی فصاحت و بلاغت بھی اپنی جگہ مسلم تھی۔ لہٰذا تیسری حکمت یہ تھی کہ چونکہ ان لوگوں کو اپنے مافی الضمیر کو بیان کرنے کا ملکہ حاصل تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو بھیجا کہ جب یہ لوگ میرے دین کا پیغام قبول کریں گے تو یہ پھر دین کے بہترین داعی بن کر پوری دنیا میں سفر کریں گے۔

### ہیرے کی طرح چمکدار زندگی:-

میرے آقا ﷺ کی روشن زندگی کے جس پہلو کو دیکھا جائے اس سے انسان کو ہدایت ملتی ہے۔ ہیرے کی یہ صفت ہوتی ہے کہ جس زاویے سے بھی اسے دیکھیں وہ چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کی مبارک زندگی بھی ایسی ہے کہ جس زاویے سے دیکھیں آپ کو ہر زاویے سے آپ ﷺ کی مبارک زندگی چمکتی ہوئی نظر آئے گی۔

نبی اکرم ﷺ اس دنیا میں ایک ایسے وقت میں تشریف لائے جو تاریخی اعتبار سے پوری روشنی کا وقت تھا۔ یہ ایک بڑا اہم نکتہ ہے۔ جب بھی کسی سے بات کر رہے ہوں اس کو یہ بات کھول کر بیان کریں کہ میرے آقا اور میرے قائد حضرت محمد ﷺ وہ ہستی ہیں کہ جنھوں نے تاریخ کی پوری روشنی کے اندر زندگی گزاری۔ آپ عیسائیوں کے پاس جائیے اور ان سے کہئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے حالات زندگی بتائیں۔ وہ آپ کو چند واقعات کے سوا کچھ نہیں بتا سکیں گے۔ یہودیوں سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں پوچھئے کہ وہ کب پیدا ہوئے، انہوں نے بچپن کیسے گزارا، لڑکپن کیسے گزارا، جوانی

کیسے گزاری، ان کی ازدواجی زندگی کیسی تھی، ان کے پیغامات کیا تھے، ان کی وفات کب ہوئی تو آپ کو ان کی زندگی کے شب و روز کی تفصیل کہیں نہیں ملے گی۔ آج یہود و نصاریٰ کا دامن اس نعمت سے خالی ہے۔

آپ ان کے سامنے بیٹھ کر ان سے پوچھئے کہ اگر آج آپ کے معاشرے میں پیدا ہونے والا بچہ یہ چاہے کہ میں زندگی کا ہر کام اپنے پیغمبر کے طریقے کے مطابق کرنا چاہتا ہوں تو کیا اس کی راہنمائی کے لئے تعلیمات موجود ہیں؟ تو وہ اس بات کو تسلیم کریں گے کہ ہمارے پاس اس کی کوئی تفصیلات موجود نہیں ہیں۔

جب ان کے پاس کچھ نہیں ہے تو آئیے ہم آپ کو ایک ایسی ہستی کے بارے میں بتائیں کہ جن کی پیدائش مبارکہ سے لے کر دنیا سے پردہ فرمانے تک زندگی کی ایک ایک بات کو کتابوں کے اندر محفوظ کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ محدثین نے وہ کمال کر دکھایا کہ جہاں نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کے شمائل بیان کرنے کا وقت آیا تو انہوں نے بیان کیا، آپ ﷺ کے ابرو مبارک کیسے تھے، آپ ﷺ کی مبارک پلکیں کیسی تھیں، آنکھیں کیسی تھیں، بینی مبارک کیسی تھی، آپ ﷺ کی ریش مبارک کیسی تھی، آپ ﷺ کا سینہ مبارک کیسا تھا، آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کیسے تھے، آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کیسے تھے، آپ ﷺ جوتا مبارک کس طرح پہنتے تھے، لباس کس طرح کا پہنتے تھے، آپ ﷺ کا عمامہ مبارک کیسا تھا، آپ ﷺ کی سواریاں کیسی تھیں، ان سواریوں کے نام کیا تھے، جس بستر پر لیٹتے تھے اس کا تکیہ کیسا تھا، آپ ﷺ کا کمبل کیسا تھا، آپ ﷺ کی چادر کیسی تھی، آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی کیسی تھی، آپ ﷺ کی مسجد کی زندگی کیسی تھی، آپ ﷺ میدان جہاد میں کھڑے ہیں تو وہاں کی تفصیلات کیا ہیں، آپ ﷺ کی انفرادی زندگی کیسی تھی، آپ ﷺ کی اجتماعی زندگی کیسی تھی، غرض نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کی زندگی کے

جس پہلو کو بھی معلوم کرنا چاہیں وہ تمام معلومات ہمارے پاس موجود ہیں۔ چنانچہ آج کا بچہ اگر چاہے کہ بچوں کے بارے میں اللہ کے محبوب ﷺ نے کیا تعلیمات دیں تو وہ بھی آپ کو ملیں گی، آج کا نوجوان اگر چاہے کہ جوانوں کے بارے میں اللہ کے محبوب ﷺ نے کیا تعلیمات دیں تو بھی آپ کو ملیں گی، مزدور اگر چاہے تو اس کو بھی تعلیمات ملیں گی اور اگر کارخانہ دار چاہے تو اسے بھی تعلیمات ملیں گی، غرض معاشرے کا کوئی فرد ایسا نہیں کہ جس کو نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں تعلیمات نہ ملتی ہوں۔ جس ہستی سے قدم قدم پر راہنمائی مل رہی ہو ہم اس ہستی کی پیروی کیوں نہ کریں؟

جب ہم نے یہ بات بعض نصاریٰ سے پوچھی تو وہ کہنے لگے کہ جی آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ہمارے پاس یقیناً بائبل (انجیل) کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور ہم اپنے Jesis Crist کے بارے میں تفصیلات نہیں بتا سکتے۔ پھر ہم نے کہا کہ اگر آپ یہ پوچھنا چاہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کے دندان مبارک کیسے تھے تو ہم وہ بھی بتا سکتے ہیں، اگر یہ پوچھنا چاہیں کہ ریش مبارک میں کتنے بال سفید تھے تو کتابوں میں ان کو بھی لکھ دیا گیا ہے، اگر یہ معلوم کرنا چاہیں کہ مہر نبوت کیسی تھی تو یہ بھی لکھا جا چکا ہے، اگر یہ معلوم کرنا چاہیں کہ آپ ﷺ کی اونٹنی کے کیا کیا نام تھے تو محدثین نے ان کو بھی کتابوں میں محفوظ فرما دیا ہے۔ ایسی Documented Life (تاریخی زندگی) آج تک کائنات میں کسی نے نہیں گزاری۔ بڑے بڑے جرنیل گزرے، بادشاہ گزرے، فلاسفر گزرے، لائیے کسی کو کہ جس کی زندگی کی اتنی معلومات کتب کے اندر موجود ہوں۔ فقط ہمارے پاک پیغمبر علیہ الصلوۃ والسّلام کی وہ مبارک ذات ہے جن کی زندگی کی اتنی تفصیلات کتب میں محفوظ ہیں۔ لاکھوں احادیث آپ ﷺ کی زندگی کے کسی نہ کسی گوشے پر روشنی ڈالتی نظر آتی ہیں۔ لہٰذا یہ اصولی بات یاد رکھئے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں ایسے پیارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسّلام عطا فرمائے ہیں کہ جن کی زندگی کی تمام تعلیمات آج بھی محفوظ ہیں اور قیامت تک محفوظ

رہیں گی۔

## فرانسیسی مصنّف ’’ہیٹی‘‘ کا اعتراف:۔

ہیٹی ایک فرانسیسی مصنّف ہے۔وہ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کے بارے میں لکھتا ہے کہ

He was born in the full light of history.

کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام تاریخ کی پوری روشنی کے اندر دنیا میں تشریف لائے۔جب کفر نے خود تسلیم کرلیا تو معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی ذات کو ایک ایسی فضیلت حاصل ہے جو کسی دوسری ہستی کو حاصل نہیں ہے۔

## حضور اکرم ﷺ کی شان میں مائیکل ہارٹ کا خراج تحسین:۔

حضور نبی اکرم ﷺ ایسے لوگوں میں تشریف لائے جن کے پاس تعلیم نہیں تھی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِیْ الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً (الجمعہ:2) وہ ذات جس نے ان پڑھوں میں اپنے رسول ﷺ کو بھیجا۔اور رسول بھی وہ تشریف لائے جو زندگی میں کسی انسان کے سامنے شاگرد بن کر کبھی نہیں بیٹھے۔

آپ نے پندرہ بیس سال پہلے ایک کتاب ’’The Hundred‘‘ کا تذکرہ سنا ہوگا۔وہ کتاب مائیکل ہارٹ نے لکھی۔وہ عیسائی ہے۔اس نے اپنے زعم میں تاریخ میں سے 100 ایسی شخصیتوں کو گنا جنھوں نے تاریخ میں اپنے انمٹ نقوش چھوڑے۔اس میں اس نے سائنس دانوں کے حالات زندگی لکھے،بعض انبیاء کا بھی تذکرہ کیا،کئی جرنیلوں کے بارے میں بھی لکھا۔لیکن ان 100 ہستیوں میں اس نے سب سے پہلے نبی آخرالزمان ﷺ کا مبارک تذکرہ کیا۔اور یہ تذکرہ کرتے ہوئے اس نے ایک فقرہ لکھا:

*My choice of Muhammad to lead the ranking of the most influetcial personalities in the history will surprise some of the readers.*

کہ میں نے ان سو آدمیوں کا تذکرہ کیا جنہوں نے تاریخ کو سب سے زیادہ متاثر کیا، ان میں سب سے پہلے محمد ﷺ کا تذکرہ کیا ہے۔ اس سے بعض لوگ حیران ہوں گے لیکن اس کی میرے پاس ایک ٹھوس دلیل موجود ہے کہ کائنات میں جتنی بھی ہستیاں آئیں اگر ان کے حالات زندگی پڑھتے ہیں تو وہ ہمیں اپنے بچپن اور لڑکپن میں کسی نہ کسی استاد کے سامنے بیٹھے تعلیم پاتے نظر آتے ہیں، اپنے وقت کے بہترین تعلیمی اداروں کے اندر ہمیں ایک طالبعلم بن کر جاتے ہوئے نظر آتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان تمام ہستیوں نے پہلے مروجہ تعلیم حاصل کی اور پھر اس کو بنیاد بنا کر انہوں نے اپنی زندگیوں میں کچھ اچھے کام کر دکھائے۔ لیکن دنیا میں فقط ایک ہستی ایسی نظر آتی ہے کہ جس کی زندگی کی تفصیلات کو دیکھا جائے تو وہ پوری زندگی کسی کے سامنے شاگرد بن کر بیٹھی نظر نہیں آتی۔ وہ ہستی محمد ﷺ ہیں۔ یہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے دنیا سے علم نہیں پایا بلکہ دنیا کو ایسا علم دیا کہ اس جیسا علم نہ پہلے کسی نے دیا اور نہ بعد میں کوئی دے گا۔ لہٰذا اس بات پر میرے دل نے یہ چاہا کہ جس شخصیت نے ایسی علمی خدمات سرانجام دی ہوں، میں غیر مذہب کا آدمی ہونے کے باوجود ان کو تاریخ کی سب سے اعلیٰ شخصیات میں پہلا درجہ عطا کرتا ہوں۔

میرے دوستو! جب کافر اپنی زبان سے یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے یقیناً انسانیت کے اوپر بڑا احسان فرمایا ہے۔

### انگلش رائٹر ''گبن'' کا اعتراف:-

جب آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اس وقت عرب کے لوگ تہذیب وتمدن کے لحاظ سے بہت ہی گری ہوئی حالت میں تھے۔گبن ایک انگلش مصنّف ہے۔وہ ان حالات کے بارے میں لکھتا ہے کہ

At that time Arabia was the most degraded nation of the world.

اس وقت عرب کے لوگ دنیا کی ایک ذلیل ترین قوم تھے۔آپ ﷺ نے ایسے اَن پڑھوں میں اپنی مبارک زندگی گزاری۔وہ ابوبکرؓ وعمرؓ، وہ عثمانؓ وعلی، وہ طلحہ وزبیرؓ، وہ عبدالرحمٰن بن عوف، وہ سعدؓ اور سعیدؓ وہی حضرات ہیں جو آپ ﷺ کے گرد دائرہ بنا کر بیٹھتے تھے اور آپ ﷺ سے تعلیمات حاصل کرتے تھے۔دینی تعلیمات حاصل کر کے ان لوگوں میں اتنی بلندی پیدا ہوئی، اتنا علم آیا، اتنی معرفت آئی، جہانگیری اور جہانبانی کے انہوں نے اتنے راز سیکھے کہ جب آپ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو اسی رائٹر کو لکھنا پڑا کہ:

Right after the death of Muhammad ,the land of Arabia became the nursary of the Heroes.

نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کے پردہ فرمانے کے بعد عرب کی سرزمین تو ہیروں کی نرسری بن گئی۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ محسن انسانیت ﷺ نے ان کو ایسی تعلیمات دی تھیں جن پر عمل کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی عظمت نصیب فرمادی تھی۔

## مقبولیت حاصل کرنے کے تین راستے:-

### پہلا راستہ:-

نبی علیہ الصلوۃ والسّلام دنیا میں تشریف لائے تو علاقے کے اندر کسمپرسی کا حال تھا ظلم کا ہر طرف دور دورہ

تھا۔ان نا گفتہ بہ حالات میں آپ ﷺ کو مقبولیت حاصل کرنے کے لئے بڑے آسان طریقے حاصل تھے۔مثال کے طور پر اگر اللہ کے محبوب ﷺ کھڑے ہو کر یہ نعرہ لگاتے کہ لوگو! ہم اقتصادی طور پر بہت پیچھے ہیں، نہ ہمیں کھانے کو ملتا ہے اور نہ ہمیں پہننے کو ملتا ہے لہٰذا ہمارے معاشی حالات اچھے ہونے چاہئیں، آئیے میں آپ کو روٹی، کپڑے اور مکان کے حصول کا طریقہ بتاتا ہوں۔ یہ ایسا نعرہ تھا کہ ایک نعرے کے اوپر پورے کے پورے عرب کے لوگ اکٹھے ہو جاتے۔مگر آپ ﷺ نے یہ راستہ اختیار نہ کیا۔

**دوسرا راستہ:-**

دوسرا راستہ یہ تھا کہ اگر یہ کہہ دیا جاتا کہ اس دھرتی کے اندر چاروں طرف ظلم نظر آتا ہے،لوگو! پرسکون زندگی حاصل کرنے کے لئے آؤ، میں تمہیں اس معاشرے کے اندر عدل وانصاف قائم کر کے دکھاتا ہوں،تو جو لوگ ظلم سے تنگ آچکے تھے وہ آپ ﷺ کی آواز پر آپ ﷺ کے گرد جمع ہو جاتے۔مگر نبی اکرم ﷺ نے یہ آسان راستہ بھی اختیار نہ فرمایا۔

**تیسرا راستہ:-**

ایک تیسرا راستہ یہ ممکن تھا کہ نبی اکرم ﷺ یہ ارشاد فرماتے کہ عرب کے لوگو! دنیا میں دائیں بائیں بڑی تہذیب یافتہ حکومتیں ہیں، آؤ ہم ایک زبان بولنے والے ہیں،ہم زبان کی بنیاد پر ایک ہو جائیں،اس طرح دنیا کے اندر قیصر وکسریٰ کی مانند عربوں کی بھی ایک بڑی حکومت ہو جائے گی۔ یہ ایک ایسا لسانی نعرہ تھا کہ جس کو سن کر عرب کے سب لوگ ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاتے مگر اللہ کے محبوب ﷺ نے اس آسان راستہ کو بھی اختیار نہ فرمایا۔

**مشکل ترین راستے کا انتخاب:-**

بلکہ آپ ﷺ نے اس راستے کا انتخاب کیا جو سب سے زیادہ دشوار گزار تھا۔ وہ یہ تھا کہ پروردگار کی جانب سے پیغام آیا کہ اے میرے محبوب! کہہ دیجئے کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ چنانچہ اللہ کے محبوب ﷺ نے عربوں کو جمع کر کے فرمایا! یَآ اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْن تم سب کے سب کہو کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تم فلاح پا جاؤ گے۔ آپ ﷺ کا کہنا ہی تھا کہ پورے عرب کے لوگ آپ ﷺ کے مخالف بن گئے۔ مگر آپ نے جبل استقامت بن کر مشقتیں اٹھائیں اور دنیا سے شرک اور بت پرستی کا نام ونشان مٹا دیا۔

## مشقتیں اٹھانے پر انعام:۔

تنگیوں سے گزرنے کے بعد انسان کو آسانیاں ملتی ہیں۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے قربانیاں دیں اور انسانیت پر ایسا احسان کیا کہ جب آپ ﷺ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو وہی لوگ جو مشرک تھے اب ایک اللہ کی فرمانبرداری کرنے پر تیار ہو چکے تھے۔ چنانچہ فتح مکہ کے وقت لوگ فوج درفوج اسلام میں داخل ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر واضح لفظوں میں ارشاد فرمادیا کہ آج کے بعد اس زمین پر شیطان اور بتوں کی پوجا نہیں کی جائے گی۔ الحمدللہ اللہ رب العزت نے اس جگہ کو شرک اور بت پرستی سے ہمیشہ کے لئے محفوظ فرمادیا۔

## ابتدائے حیات میں مشکلات:۔

جب نبی اکرم ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کو ابتداء ہی سے عجیب مشکل حالات پیش آئے۔ ابھی اپنی والدہ کے بطن میں ہی تھے کہ والد محترم کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے۔ پھر ابھی آپ ﷺ کی عمر چھ سال کی تھی کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ بھی دنیا سے تشریف لے گئیں۔ پھر آٹھ سال کی عمر

مبارک تھی کہ آپ ﷺ کے دادا بھی دنیا سے تشریف لے گئے۔ پھر آپ ﷺ کے چچا آپ ﷺ کے کفیل بنے۔ آپ ﷺ نے پچیس برس کی عمر میں نکاح فرمایا اور ازدواجی زندگی شروع کی۔ پھر ایک وہ وقت بھی آیا کہ آپ ﷺ کی اہلیہ بھی دنیا سے چلی گئیں۔ آپ ﷺ کے چچا بھی دنیا سے چلے گئے۔ آپ دیکھئے کہ شروع سے آخر تک انسان کے جو سہارے ہوتے ہیں وہ سب سہارے ٹوٹتے رہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس میں یہ حکمت تھی کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسّلام کو تعلیم دے کر بھیجا تھا کہ میرے پیغمبر! دنیا کو بتا دو کہ مخلوق کے سہارے ڈھونڈنے والو! آؤ ایک پروردگار کا سہارا پالو، وہ پروردگار تمہارے لئے کافی ہو جائے گا۔

میرے دوستو! اگر آپ ﷺ خود سہاروں کے ذریعے پرورش پاتے تو لوگ اعتراض کر سکتے تھے کہ خود سہاروں کے ذریعے پرورش پانے والے دنیا کو سہاروں کی مخالفت کیسے بتلا سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ نے دنیا کو سبق دے دیا کہ دیکھو اگر میں یتیم ہو کر دنیا میں ایک انقلابی زندگی گزار سکتا ہوں تو آیئے عمر بھر مخلوق کے سہارے ڈھونڈنے کی بجائے ایک پروردگار کو سہارا بنا لو۔ وہ پروردگار تمہیں دنیا میں بھی کامیابی دے گا اور آخرت میں بھی کامیابی عطا فرمائے گا۔

## معاشرتی بائیکاٹ:-

جب شعب ابی طالب میں آپ ﷺ کو بھیجا گیا تو اس وقت سارے قریش نے مل کر ایک معاہدہ کیا کہ ان کے ساتھ مکمّل طور پر سوشل بائیکاٹ کیا جائے گا۔ نہ کوئی چیز لی جائے گی اور نہ ہی کوئی چیز دی جائے گی۔ ان کے ساتھ کسی قسم کی راہ و رسم بھی نہیں رکھی جائے گی۔ اب سوچئے کہ جب قوم اس بات کے اوپر متفق ہو جائے کہ ہم سب نے ایکا کر کے ان کی مخالفت کرنی ہے تو انسان کو کتنی پریشانیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

### مصائب کی انتہاء:-

نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا کہ اس دنیا کے اندر دین کی خاطر جتنی تکالیف مجھے دی گئیں اتنی تکالیف کسی اور پیغمبر علیہ الصلوۃ والسّلام کو نہیں دی گئیں۔ آپ ﷺ کو اس دنیا میں اللہ رب العزت کا پیغام پہنچانے کے لئے اتنی تکالیف اٹھانی پڑیں مگر اللہ کے محبوب ﷺ نے اللہ کا پیغام انسانوں کے دلوں تک پہنچایا اور ان کی زندگیوں کو بدل کر رکھ دیا۔

### سب سے بہتر گواہ:-

ایک اصولی بات یاد رکھئے کہ جو انسان کوئی پیغام دیتا ہے تو قریبی لوگ اس کے سب سے بہتر گواہ ہوا کرتے ہیں کہ بھئی تم اپنی زندگی میں کس حد تک سچے ہو۔ اسی لئے عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اگر کسی انسان کی زندگی کے بارے میں پوچھنا ہو تو اس کی بیوی سے پوچھئے، نوکر سے پوچھئے، دوست سے پوچھئے، پڑوسی سے پوچھئے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اس کے اندر کے حالات کو سمجھا کرتے ہیں۔

### قریبی لوگوں کا قبول اسلام:-

جب میرے پاک پیغمبر ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے گھر میں آ کر اللہ رب العزت کا پیغام سنایا۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ وہ ہستی ہیں کہ جنہوں نے لسان نبوت سے سب سے پہلے اللہ کا قرآن سنا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام سے سب سے پہلے ایک خاتون نے قرآن سنا، کسی مرد کو سب سے پہلے یہ شرف نصیب نہیں ہوا۔ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ جیسے ہی آپ ﷺ سے پیغام خداوندی سنتی ہیں اسی وقت اسلام قبول کر لیتی ہیں۔ پھر آپ ﷺ کے غلام حضرت زیدؓ نے اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ کے دوستوں میں سیدنا صدیق اکبرؓ بڑے قریبی دوست تھے انہوں نے جب وہ پیغام سنا تو انہوں نے دین کو قبول کر لیا۔ آپ ﷺ کی مبارک زندگی میں وہ مقناطیسی کشش تھی کہ آپ ﷺ کی زبان سے نبوت کا دعویٰ ہونا

تھا کہ سب قریبی لوگوں نے اس پر سر تسلیم خم کر لیا کیونکہ صداقت اور امانت کی وجہ سے ان کیقلوب آپ ﷺ کی عظمتوں کی پہلے ہی گواہیاں دے رہے تھے ۔حضور ﷺ کی مبارک زندگی کو اس انداز سے بھی دیکھا جائے تو آپ ﷺ کو اس زاویہ سے بھی انفرادیت حاصل ہے۔

## انفرادی اور اجتماعی زندگی کے پرچار کا حکم:-

آدمی گھر میں زندگی گزارتے ہوئے اپنی بیوی کو عموماً یہ کہتا ہے کہ میرے اور آپ کے مسائل اپنی جگہ، لیکن ہم جب کمرے سے باہر نکلیں تو ہم اپنی باتیں دوسروں کے سامنے نہ کیا کریں۔ آپ کو دنیا کا ہر انسان اپنی بیوی کو یہی کہتا نظر آئے گا، الا ماشاء اللہ مگر پوری تاریخ انسانیت میں اللہ کے محبوب ﷺ کی شخصیت ایسی بھی نظر آئے گی جو اپنی بیوی کو بھی حکم دے رہی ہے کہ تم مجھے جو کچھ کرتا ہوا دیکھ رہی ہو تمہارے اوپر فرض ہے کہ ان تعلیمات کو دوسری عورتوں تک پہنچاؤ۔ جب آپ مسجد کی زندگی میں آتے ہیں تو وہاں بھی یہی تعلیم دیتے ہیں کہ تم جو کچھ مجھ سے سن رہے ہو یا جو کچھ مجھے کرتا دیکھ رہے ہو ان تعلیمات کو لوگوں تک پہنچاؤ۔ سبحان اللہ، میرے پیارے آقا ﷺ کی زندگی اتنی نکھری ہوئی زندگی تھی کہ آپ ﷺ نے اپنی اجتماعی زندگی کو بھی بیان کرنے کا حکم دیا اور اپنی انفرادی زندگی کو بھی لوگوں کے سامنے کھولنے کا حکم فرمایا۔ یہ معمولی بات نہیں ہوتی۔ بلکہ بہت مشکل کام ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی ازواج مطہّرات نے آپ ﷺ کو زندگی میں اپنے تنہائی کے لمحات میں جو کچھ کرتے ہوئے دیکھا تھا جب ان سے عورتیں سوال پوچھتی تھیں تو وہ ان تعلیمات کو دوسروں کے سامنے پیش کر دیا کرتی تھیں۔

## نبوت کی بہترین دلیل:-

جب پہلے انبیائے کرام علیہم السّلام تشریف لائے تو ان کی قوموں نے ان کی نبوت کے دلائل طلب کیئے ۔حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے جواب میں عصا کو اژدھا بنا کے دکھا دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے

مردے کو زندہ کر کے دکھا دیا۔ مختلف انبیأ نے اپنی نبوت کی گواہی کے طور پر مختلف معجزات پیش کئے مگر حضور نبی کریم ﷺ وہ مبارک ہستی ہیں کہ جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کی نبوت کی دلیل کیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُوْن ارے کم عقلو! کیا میں اب تک کی زندگی تمہارے درمیان نہیں گزار چکا۔ تمہارے درمیان میری گزری ہوئی زندگی اتنی پاکیزہ ہے کہ یہی میری نبوت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ سبحان اللہ، وہ کتنی پاکیزہ زندگی ہوگی۔ وہ پھول کی پتیوں سے زیادہ نزاکت والی زندگی تھی، وہ دودھ سے بھی زیادہ سفیدی رکھنے والی زندگی تھی۔ اتنی پاکیزہ زندگی تھی کہ کسی کافر کو ساری زندگی آپ ﷺ کی طرف انگلی اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ عقل والوں کے لئے واقعی یہ بڑی بات ہوتی ہے۔ اچھا کردار دیکھنے میں تو ایک معمولی چیز ہے مگر اس کے ذریعے انسان بڑی بڑی قیمتی چیزوں کو بھی خرید لیتا ہے۔ لوگ تلوار کا مقابلہ تو کر لیا کرتے ہیں مگر کردار کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

دیکھئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو مجنوں کہا گیا، شاعر کہا گیا، ساحر کہا گیا، مگر کسی نے آپ ﷺ پر کوئی اخلاقی بہتان نہ باندھا۔ کوئی ایسا نہ تھا جو یہ کہتا کہ میں نے تو آپ ﷺ کی زندگی میں فلاں بات ایسے دیکھی ہے ۔ نہ صرف آپ ﷺ نے خود ہی ان اخلاق کریمانہ کا مظاہرہ فرمایا بلکہ آپ ﷺ نے دنیا کو بھی اخلاق کا ہی درس دیا۔ آپ نے اپنے اخلاق حمیدہ کے ذریعے ان لوگوں کے دلوں کو فتح کیا۔ نبی اکرم ﷺ کے اخلاق ہی ایسے تھے کہ جو آپ ﷺ کے جتنا زیادہ قریب ہوتا جاتا تھا اتنا ہی وہ آپ ﷺ کا جانثار پروانہ بنتا جاتا تھا۔ اسی لئے احادیث میں لکھا ہے کہ فُتِحَتِ الْمَدِيْنَةُ بِالْاَخْلَاقِ کہ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے اخلاق کے ذریعے مدینہ منورہ فتح کیا تھا۔

## اخلاق کی تلوار:۔

کسی ملک میں ایک صاحب اعتراض کرنے لگے کہ آپ کے پیغمبر ﷺ نے تو تلوار کے زور پر دین کو پھیلا دیا تھا۔اس عاجز نے پوچھا، وہ کیسے؟ کہنے لگے، وہ ایسے کہ ان کے گرد چند جنگجو اکٹھے ہو گئے تھے، وہ تلوار کے دھنی تھے اس لئے انہوں نے تلوار کے زور پر پوری دنیا کے اندر زبردستی اسلام پہنچایا۔ میں نے ان سے دو سوال پوچھے۔ ایک سوال تو یہ پوچھا کہ ان تلوار کے دھنی لوگوں کو آپ ﷺ کے گرد کس تلوار نے اکٹھا کیا تھا؟ کہنے لگے، جی وہ تو ان کے اخلاق سے متاثر ہوئے تھے۔ میں نے کہا کہ یہ میرے پیارے پیغمبر ﷺ کے اخلاق کی تلوار تھی جس نے حقیقت میں دنیا کو فتح کر دیا تھا۔

میں نے دوسرا سوال یہ پوچھا کہ آپ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ کے جنگجو ساتھیوں نے تلوار کے ذریعے دنیا کو فتح کیا تھا تو بتائیے کہ تلوار خود چلتی ہے یا تلوار کو چلانے والے ہاتھ ہوتے ہیں۔ کہنے لگے کہ تلوار خود تو نہیں چلتی، اس کو چلانے والے ہاتھ ہوتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان ہاتھوں کو بھی کسی نے فتح کیا ہوا تھا، وہ ہاتھ بھی کسی کے ہاتھ میں آ چکے تھے۔ ان ہاتھوں میں آ کر ان میں وہ جرأت، وہ شجاعت، وہ دلیری، وہ جہانگیری، وہ جہان بانی، اور کردار کی وہ پختگی آ گئی تھی کہ ان ہاتھوں نے جب تلوار اٹھائی تو پوری دنیا میں اسلام کی شمعیں فروزاں کر دیں۔

## ام جمیل رضی اللہ عنہا کا قبول اسلام:۔

دیکھئے کہ ام جمیل ایک عورت نبی اکرم ﷺ کے اوپر کوڑا کرکٹ ڈالتی تھی۔ وہ بیمار ہو گئی۔ اس کی بیٹی اس کی تیمارداری کرتی۔ ان کے گھر میں کوئی مرد نہیں تھا۔ ان کا حال پوچھنے والا کوئی نہ تھا۔ وہ ماں اور بیٹی زندگی کا تکلیف دہ وقت گزار رہی تھیں۔ قریب کے لوگوں کے پاس فرصت ہی نہیں تھی کہ ان غریبوں کے کھانے یا دوائی کے بارے میں پوچھ لیتے۔ اس کسمپرسی کے عالم میں کئی دن گزر گئے۔

ایک مرتبہ بیٹی اپنی ماں کے پاس بیٹھی کچھ باتیں کر رہی تھی مگر ماں نقاہت کی وجہ سے جواب بھی نہیں دے پاتی تھی۔ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ ماں نے کہا، بیٹی! جاؤ دیکھو کون ہے؟ بیٹی دروازے پر آئی اور دروازہ کھول کر باہر دیکھا۔ باہر حضور نبی کریم ﷺ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ہمراہ کھڑے تھے۔ وہ دیکھ کر بڑی حیران ہوئی۔ وہ بھاگ کر ماں کے پاس گئی اور کہا کہ جن کے اوپر تو کوڑا کرکٹ پھینکتی تھی آج وہ بدلہ لینے کے لئے اپنے دوستوں کو لے کر آ گئے ہیں، ہمارے پلے تو کچھ نہیں ہے، وہ تو ہمیں گلا گھونٹ کر جان سے ماردیں گے۔ اس بیمار بڑھیا کے دل پر بہت پریشانی گزری، چنانچہ کہنے لگی، اب ہم کیا کر سکتے ہیں، پوچھو وہ ہمیں کیا کہتے ہیں، ہم رحم کی اپیل کر لیں گے، بہرحال ان کو آنے دو، ہم معافی طلب کر لیں گے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ اندر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ ام جمیل پریشان حال ہو کر بستر پر بیٹھی ہے، نگاہیں نیچی ہیں، پوچھتی ہے، اے محمد ﷺ! آج آپ نے یہاں کیسے قدم رنجہ فرمایا؟ آپ فرماتے ہیں کہ کئی دنوں سے تو نے میرے اوپر کوڑا کرکٹ نہیں ڈالا تھا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ جو عورت آپ پر کوڑا کرکٹ ڈالتی تھی وہ اب بیمار ہو چکی ہے۔ لہٰذا میں تیری بیمار پرسی کے لئے تیرے پاس چل کر آیا ہوں۔ اب بتائیے کہ اس عورت کے دل میں کیا ہی محبّت پیدا ہوئی ہو گی کہ وہ کوڑا کرکٹ ڈالنے والی عورت عین اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئی۔

### تین سو آدمیوں کا قبول اسلام:-

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک اعرابی مسجد نبوی میں آ کر بیٹھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کو رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس نے مسجد کے صحن میں ہی ایک طرف جا کر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ کرامؓ نے دیکھا تو انہوں نے اس کو منع کیا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے دیکھا تو صحابہ کرامؓ

سے فرمایا کہ جو یہ کر رہا ہے تم اسے اس حال میں مت روکو۔ چنانچہ جب وہ فارغ ہو کر آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، اللہ تعالیٰ عظمتوں والے ہیں اور عظمتوں والے اللہ پاک کے گھر کو بھی پاکیزہ رکھنا چاہئے۔ آپ ﷺ نے اتنے پیار سے اسے سمجھایا کہ وہ بڑا متاثر ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کہنے لگا کہ میں واپس جانا چاہتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو پہننے کے لئے ایک لباس بھی ہدیہ کے طور پر دیا اور جب وہ پیدل جانے لگا تو اللہ کے محبوب ﷺ نے اپنی سواری بھی اس کو ہدیہ کے طور پر دے دی۔ اس نے لباس زیب تن کیا اور سواری پر سوار ہو کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

جب وہ اپنے قبیلے کے لوگوں میں داخل ہونے لگا تو آبادی کے باہر سے ہی پکارنے لگا، او میرے بھائی، او میرے ماموں، او میرے چچا، ذرا میری بات سننا۔ لوگ بھاگ کر اکٹھے ہو گئے کہ کیا بات ہے، پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا؟ کہنے لگا، میں نے ایک ایسے معلّم کو دیکھا جو یقیناً ایک بڑی شفیق اور با اخلاق ہستی ہیں۔ میں نے اتنا بڑا جرم کیا کہ اللہ کے گھر میں گندگی پھیلا دی مگر انہوں نے مجھے ڈانٹا نہیں، مارا نہیں، گالی نہیں دی، انہوں نے مجھ سے سختی نہیں کی بلکہ مجھے پیار سے سمجھا دیا اور پھر مجھے آتے ہوئے یہ ہدیے اور تحفے دے کر بھیجا۔ سب لوگ کہنے لگے کہ اچھا ہم بھی جا کر ان کو دیکھیں گے۔ چنانچہ اس قبیلے کے 300 آدمی اس کے ساتھ آئے اور اسلام کے دامن میں داخل ہو گئے۔ سبحان اللہ۔

## فتح مکہ کے دن عام معافی کا اعلان:۔

آئیے، اپنے محبوب ﷺ کی زندگی کی عظمتوں کو دیکھنا ہے تو فتح مکہ کے واقعہ کو دیکھ لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ فاتح بن کر مکہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ آپ ﷺ کے پاس افرادی قوت موجود ہے، غلبے کی حالت میں ہیں، آج وقت ہے کہ ان کافروں سے بدلہ چکائیں، انہوں نے جو آپ ﷺ کے اوپر ظلم کئے تھے ان کا

بدلہ لیں لیکن آپ ﷺ عاجزی کیساتھ مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔

رات کا وقت تھا، مکہ کی عورتیں پریشان تھیں کہ آج ہمارے گھروں میں پتہ نہیں کیا نقشے پیش کئے جائیں۔ان کو یاد آرہا تھا کہ انہوں نے سیدنا بلالؓ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا، انہوں نے سمیہؓ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا، انہوں نے دوسرے صحابہ کرامؓ کے ساتھ کیا کیا ظلم کئے تھے۔آج ان کو پرانی یادیں ستا رہی تھیں۔

رات کا کافی وقت گزر چکا تھا۔آخری پہر آ گیا۔بالآخر عورتوں نے اپنے مردوں سے کہا کہ نہ کوئی گلیوں میں شور ہے نہ ہی کوئی ہمارے گھروں تک پہنچا ہے اور نہ ہی کسی آدمی کی چیخ وپکار کی آواز آئی ہے۔یہ مسلمان ہیں کہاں؟ اور کیا کر رہے ہیں؟ مردوں نے کہا کہ وہ آپس میں مشورے کر رہے ہوں گے۔ عورتوں نے کہا کہ جا کر دیکھو تو سہی، کہیں ایسا نہ ہو کہ اچانک حملہ کر دیں، کہیں ہماری عزتیں نہ لوٹ لیں ،کہیں ہمیں جان سے نہ ماردیں، پتہ نہیں کہ ہم کل کی صبح دیکھیں گے بھی یا نہیں۔چنانچہ مرد باہر نکلتے ہیں ۔کیا دیکھتے ہیں کہ گلیاں سنسان پڑی ہیں۔وہ حیران ہوئے کہ مسلمان کہاں چلے گئے۔بالآخر وہ اللہ کے گھر کی طرف چل کر آتے ہیں۔وہاں پہنچ کر مطاف کے اندر ایک عجیب منظر دیکھا۔صحابہ کرامؓ میں سے بعض طواف کر رہے ہیں، کوئی حجر اسود کو بوسے دے رہا ہے، کوئی مقام ابراہیم پر سجدہ ریز ہے۔سب کی آنکھوں میں آنسو دیکھے،سب کی زبانوں سے اللہ تعالیٰ کی تعریفیں سنیں۔

جب انہوں نے دیکھا کہ یہ سب ایک اللہ کی عبادت میں مشغول ہیں تو وہ سمجھ گئے کہ یہ دنیا کے بدلے چکانے والے لوگ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے سامنے سر جھکانے والے لوگ ہیں۔لہٰذا صبح کی روشنی کیا آئی کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان کی روشنی پیدا فرمادی۔چنانچہ صبح ہوئی تو وہ ہندہ جو حضرت امیر حمزہؓ کا قلب وجگر چبانے والی تھی وہ آرہی ہے اور کہتی ہے کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! مجھے مسلمان بنا لیجئے۔

اے ہندہ! تو نے تو حضرت امیر حمزہؓ کے قلب و جگر کا ہار پہنا تھا، آج تو بازی کیوں ہار گئی۔ کس لئے چل کر آئی ہے، تو قسمیں کھاتی تھی کہ بدلے لوں گی، آج تجھے کس چیز نے ہرا دیا۔ وہ میرے محبوب ﷺ کا اخلاق اور صحابہ کرامؓ کا کردار تھا جو ان کے دلوں کو گھائل کر چکا تھا۔ چنانچہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتی ہے۔

ارے! کلمہ پڑھنے والوں نے بعد میں یہ کہا کہ جب ہم کافر تھے اس وقت ہمیں آپ سے اتنی نفرت اور دشمنی تھی کہ دنیا میں کسی سے نہیں تھی، آج کلمہ پڑھ لیا ہے، آج جتنی محبت آپ سے ہے اتنی کسی اور سے نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے عفو ودرگزر کا یہ معاملہ ایسا تھا کہ آپ ﷺ نے مکہ کے پورے کے پورے لوگوں کے دل جیت لئے۔ آج دنیا اگر اپنے دشمن پر غالب آتی ہے تو بھلا کیا کرتی ہے؟ ذرا ان Cvilized (تہذیب یافتہ) ممالک کے حالات پڑھ کر دیکھ لیجئے کہ جب ان تہذیب وتمدن کا پرچار کرنے والوں نے کسی ملک کو فتح کیا یا دشمن کو فتح کیا تو انہوں نے دشمنوں کے ساتھ کیا سلوک اختیار کیا۔ میرے محبوب ﷺ کو اللہ نے فتح عطا فرمائی تو آپ ﷺ نے عفو ودرگزر کا کیسا سبق عطا فرمایا۔ سبحان اللہ

## عثمانؓ بن طلحہ کا قبول اسلام:-

مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف کی کنجی عثمانؓ بن طلحہ کے پاس تھی۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ کو فتح کیا تو آپ ﷺ نے عثمان کو بلا کر ان سے وہ کنجی لی اور بیت اللہ شریف کا دروازہ کھولا۔ آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اللہ کی عبادت کی۔ سب صحابہ کرامؓ کو معلوم تھا کہ آج بیت اللہ شریف کی کنجی ہمارے محبوب ﷺ کے ہاتھ میں ہے، جب آپ ﷺ بیت اللہ شریف سے باہر تشریف لائے تو سب صحابہ کرامؓ منتظر تھے کہ آپ ﷺ بیت اللہ شریف کی کنجی اپنے غلاموں میں سے کسی غلام

کے ہاتھ میں دے دیں گے۔ مگر آپ ﷺ اسی عثمان کو بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ کنجی پہلے بھی تمہارے ہاتھ میں تھی، اب یہ کنجی پھر میں تمہارے ہاتھ میں دیتا ہوں۔ یہ کنجی قیامت تک تمہاری نسل میں رہے گی اور تم سے کوئی نہیں لے گا مگر وہی جو ظالم ہوگا۔

اس وقت صحابہ کرامؓ حیران رہ گئے کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے عدل وانصاف کا کیا منظر پیش کیا۔ قریشی حیران ہیں، ہاشمی حیران ہیں، دوسرے قبائل کے لوگ حیران ہیں کہ جس کو چاہتے کنجی دے سکتے تھے مگر نہیں، جس سے لی تھی اللہ کے محبوب ﷺ نے غلبہ حاصل ہونے کے بعد کنجی اسی کے ہاتھ میں دے دی۔ اس کے ہاتھ میں کنجی کا آنا تھا کہ اس نے کہا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! کنجی تو آپ ﷺ نے پکڑا دی، اب مجھے اپنا دامن بھی پکڑا دیجئے تاکہ کعبے کا پروردگار بھی مجھ سے راضی ہو جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو کلمہ پڑھا کر مشرف بہ اسلام فرما دیا۔ سبحان اللہ۔

## حضرت عمرؓ کا قبول اسلام:-

دنیا کہتی ہے کہ جنگجو لوگوں کے ہاتھوں اسلام پھیلا۔ ارے! بتاؤ تو سہی کہ عمرؓ ابن الخطاب تو نبی اکرم ﷺ کو شہید کرنے کے لئے نکلے تھے مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد محبوب ﷺ کے سامنے سر جھکائے ہوئے کیوں بیٹھے نظر آتے ہیں۔ کسی تلوار نے ان کو مجبور کیا تھا کہ آؤ اور اس یتیم مکہ کے سامنے تم اپنا سر جھکا کر بیٹھو۔ معلوم ہوا کہ بات دراصل کچھ اور تھی۔

## حضرت خالدؓ بن ولید کا قبول اسلام:-

حضرت خالدؓ بن ولید کی زندگی کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اتنے بڑے سپہ سالار آ کر مؤدبانہ بیٹھ جاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ اتنے بڑے جنگجو، جرأت مند اور دلیر انسان کو اگر نبی کریم ﷺ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھنے کا شرف ملا ہے تو فقط آپ ﷺ کے اخلاق کی وجہ سے ملا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسے بہادر انسان تھے جو

تلواروں سے ماننے والے نہیں تھے، وہ تو تلوار کے دھنی تھے اور ٹکرا جایا کرتے تھے مگر محبوب ﷺ کا کردار جب سامنے آیا تو ان کی تلواریں بے کار ہو گئیں، انہوں نے تلواریں پیچھے رکھ دیں اور آ کر محبوب ﷺ کے دامن کو پکڑ لیا۔ سہیل بن عمرو دوسی اور ثمامہ بن عصال کو بھی میرے محبوب ﷺ کے اخلاق کی تلوار نے مسلمان کیا۔

## جاذبیت اسلام:-

دنیا میں کچھ ایسے علاقے بھی تھے جن میں کوئی مسلمان فوجی نہیں گیا مگر وہاں بھی اسلام کی شمع روشن ہو گئی۔ حیرہ کے اندر کوئی مسلمان فوجی نہ گیا، حبشہ، بحرین اور حیفہ کے اندر کوئی فوجی نہ گیا مگر وہاں کے لوگوں نے بھی اسلام کو قبول کر لیا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ جنگجو ابھی نہیں پہنچے تھے کہ اسلام پہلے پہنچ گیا۔ اسلام میں ایسی جاذبیت، ایسی کشش، اور ایسی مقناطیسیت تھی کہ اس نے لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کر لیا تھا۔ سبحان اللہ، یہ کردار کی عظمت تھی کہ جس نے پوری دنیا کو مسخر کر لیا۔

دنیا میں اب تک کئی انقلابات رونما ہو چکے ہیں۔ ایک انقلاب حضور نبی کریم ﷺ نے بھی برپا کیا تھا۔ اس محمدی ﷺ انقلاب کی چند اہم خصوصیات ذہن میں نقش کر لیجئے۔ یہ وہ پکی باتیں ہیں جن کا کفر کی دنیا کے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا۔ جب آپ ان سے پوچھیں گے تو وہ اپنی بغلیں جھانکنا شروع کر دیں گے۔

## 1۔ کم وسائل کے ساتھ انقلاب:-

سب سے پہلی خصوصیت تو یہ تھی کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے دنیا کے اندر اتنا بڑا انقلاب اتنے کم وسائل کے ساتھ پیدا کیا کہ پوری دنیا میں اتنے کم وسائل کے ساتھ اتنا بڑا انقلاب برپا نہیں کیا گیا۔ یہ معمولی بات نہیں بلکہ یہ خدائی مدد کی دلیل ہے۔

## 2۔ کم وقت میں انقلاب:-

انقلاب پیدا کرنے کے لئے وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔محمدی ﷺ انقلاب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ فقط دس سال کے عرصہ میں برپا ہو گیا۔ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اصل میں اس وقت کام کے کھل کر کرنے کی ابتداء ہوئی۔فقط دس سال کے عرصہ میں قرآن بھی مکمّل نازل ہو چکا تھا۔اور پھر اسلام کا پیغام لے کر بھی چل پڑے تھے۔اس قلیل عرصہ میں اللہ کے محبوب ﷺ نے اس دنیا کو علم واخلاق کا انقلاب برپا کر کے دکھا دیا۔اتنے کم وقت میں کوئی بھی اتنا بڑا انقلاب پیدا نہیں کرسکتا۔ دس سال کے قلیل عرصہ میں قوموں کا رخ بدل دینا کوئی آسان بات نہیں ہے۔

## 3۔ غیر خونی انقلاب:-

محمدی ﷺ انقلاب کی تیسری خصوصیت یہ تھی کہ اس انقلاب کے دوران سب سے کم جانی نقصان ہوا۔ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کی مبارک زندگی میں جتنی بھی جنگیں لڑی گئیں ان میں مسلمان شہداء اور مقتول کفار کی کل تعداد 1062 افراد تھی۔اس اعتبار سے آپ اس انقلاب کو ,,غیر خونی انقلاب،، کہہ سکتے ہیں۔

میرے دوستو! ہمارا یہ اسلامی ملک ہے۔اس میں امن بھی ہے مگر یہاں پر بھی آپ دیکھیں تو مختلف شہروں میں جھگڑوں کے دوران ایک دو ماہ میں سینکڑوں انسان قتل ہو چکے ہوں گے۔لیکن میرے محبوب ﷺ نے پوری دنیا میں دس سالوں میں جو انقلاب پیدا کیا اس میں فقط 1062 انسان کام آئے۔

غور سے سنئے کہ بغداد کے اندر ہلاکو خان نے بھی ایک انقلاب برپا کیا تھا۔مگر ایک دن کے اندر بغداد میں دو لاکھ مسلمانوں کا خون بہایا گیا۔یہ تو ایک دن کی بات ہے اور پورے انقلاب میں نہ معلوم کتنے

لاکھ مسلمان کام آئے تھے۔ فرانس کے انقلاب میں 25 لاکھ انسان کام آئے۔ رشیا میں کمیونزم کا انقلاب آیا اور اس انقلاب کے دوران 40 لاکھ انسانوں کو قتل کیا گیا۔ قیام پاکستان کے وقت بھی ایک کروڑ انسانوں کو جانیں دینا پڑیں۔ مگر میرے محبوب ﷺ نے اتنے کم جانی نقصان کے ساتھ دنیا کو ہدایت کا راستہ دکھا دیا۔ پوری دنیا میں اس انقلاب کی مثال نہیں ملتی۔

کفار کا اعتراف:-

اس عاجز نے ایک محفل میں کفار سے کہا کہ تم بڑی باتیں کرتے ہو کہ ہم دنیا میں یہ انقلاب بھی لائیں گے اور وہ انقلاب بھی لائیں گے۔ ایک انقلاب 1,400 سال پہلے بھی آیا تھا۔ بتاؤ کہ اتنے کم وسائل کے ساتھ، اتنے کم وقت میں، اتنے کم نقصان کے ساتھ دنیا میں اتنا بڑا انقلاب آ سکتا ہے؟

میرے سامنے کفر کے بڑے بڑے گرو بیٹھے تھے۔ ان سب نے کہا کہ اتنے کم وسائل کے ساتھ، اتنے کم وقت میں، اتنی کم خونریزی کے ساتھ اتنا بڑا انقلاب برپا کرنا تو کسی کے بس کی بات نہیں۔ جب انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا تو میں نے انہیں کہا کہ پھر تم کیوں تسلیم نہیں کرتے کہ یہ کام کر کے دکھانے والے اللہ کے پیغمبر ہیں۔ مگر وہ کہنے لگے کہ ہم آپ کے پیغمبر کی تو بڑی عزت کرتے ہیں، ہم تو ان سے محبّت کرتے ہیں، ہمیں ان سے تو کوئی گلہ نہیں، ہمیں تو موجودہ دور کے مسلمانوں سے گلہ ہے۔ یہ کفر کا ایک داؤ تھا کہ اس بات کو ٹالنے کے لئے انہوں نے موجودہ مسلمانوں کی زندگی پر کیچڑ اچھالنا شروع کر دیا۔

میرے دوستو! نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کی اتنی پاکیزہ زندگی تھی کہ دنیائے کفر کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ ہمیں آپ ﷺ کی ذات پر کوئی گلہ نہیں۔

## انسان کامل:-

ایک اور بات پر غور کیجئے۔ دنیا کے اندر بڑے بڑے لوگ آئے۔کوئی جرنیل بنا، کوئی سپہ سالار بنا، کوئی وقت کا حکمران بنا، کوئی فلاسفر بنا، اور کوئی حکماء میں شامل ہوا۔ان سب نے دنیا میں اپنی عظمت کا لوہا منوایا۔کسی نے سائنس کے میدان میں، کسی نے شاعری اور فلاسفی کے میدان میں، کسی نے لغت اور ادب کے میدان میں تاریخ کے انمٹ نقوش چھوڑے۔لیکن جب ان سب کی زندگیوں کو میں پڑھتا ہوں تو مجھے ان سب میں ایک بات Common (یکساں) نظر آتی ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ اگر ہم نے کسی فاتح کے حالات زندگی کا مطالعہ کیا تو سب سے آخر میں یہ بات پڑھنے کو ملی کہ انہوں نے تو اور بھی علاقوں کو فتح کرنا تھا مگر زندگی نے ساتھ نہ دیا اور مزید علاقوں کو فتح نہ کر سکے۔ میں نے مختلف شعراء کی زندگیوں کا مطالعہ کیا۔ان میں سے ہر ایک کے حالات زندگی کے آخر میں یہ الفاظ پڑھے کہ اس نے بہت ہی اچھا کلام کہا، مگر زندگی نے وفا نہ کی ورنہ اور بھی اچھا کلام کہہ جاتے۔ہم نے سائنس دانوں کی زندگیوں کا مطالعہ کیا۔ آخر میں یہی نظر آیا کہ وہ بڑے اعلیٰ سائنس دان تھے، آخری عمر میں انہوں نے یہ کمال کر کے دکھا دیا، زندگی نے وفا نہ کی، اگر اور لمبی زندگی ملتی تو وہ اور بھی زیادہ سائنسی تحقیقات پیش کر جاتے۔اسی طرح ہم نے مصنفین کے حالات زندگی پڑھے۔ آخر میں یہی پڑھنے کو ملا کہ انہوں نے بہت اچھی اچھی کتابیں لکھیں مگر زندگی نے وفا نہ کی ورنہ اور بھی بہترین کتابیں لکھ لیتے۔اس طرح جس مشہور شخصیت کی زندگی کو بھی دیکھتا ہوں مجھے نامکمّل نظر آتی ہے۔ کیونکہ یہ کہنا کہ وقت نے مہلت نہ دی ورنہ کچھ کر کے دکھا دیتے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ لکھنے والا (رائٹر) تسلیم کر رہا ہے کہ وہ کام کو ادھورا چھوڑ کر چلا گیا۔ گویا کسی کی زندگی میں تکمیل نظر نہیں آتی۔

لیکن پوری تاریخ انسانیت میں حضور نبی کریم ﷺ کی ایک ایسی ہستی نظر آتی ہے کہ جنہوں نے

حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ پچیس ہزار جانثاروں سے پوچھا، لوگو! بتاؤ میں جس پیغام کو لے کر آیا تھا کیا میں نے وہ پیغام آپ تک پہنچا دیا ہے۔ ایک لاکھ پچیس ہزار صحابہ کرامؓ گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پیغام کو پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے۔ آپ ﷺ اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اے اللہ تو گواہ رہنا۔ سبحان اللہ، پوری تاریخ انسانیت میں مجھے صرف اور صرف اپنے محبوب ﷺ کی زندگی مکمّل نظر آتی ہے۔ لہٰذا میں ایسی ہستی کو اپنا قائد کیوں نہ مانوں جن کی کامل اور مکمّل زندگی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔

## رہبر کامل:۔

میرے دوستو! جب آدمی آنکھ اٹھا کر اوپر دیکھتا ہے تو اسے آسمان نظر آتا ہے۔ آپ زمین پر کھڑے ہو کر اوپر آنکھ اٹھائیے، آپ کو آسمان نظر آئے گا، آپ سمندر میں آنکھ اوپر اٹھائیے آپ کو آسمان نظر آئے گا، آپ پہاڑ کی چوٹی پر آنکھ اوپر اٹھائیے آپ کو آسمان نظر آئے گا، آپ ویرانوں میں اوپر آنکھ اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو آسمان نظر آئے گا، صحرا میں آپ آنکھ اوپر اٹھائیں تو آپ کو آسمان نظر آئے گا۔ بالکل اسی طرح جب میں عملی زندگی کی طرف دیکھتا ہوں تو میں اپنی زندگی کے کسی شعبے میں رہنمائی حاصل کرنے کے لئے ذرا نگاہ اٹھاتا ہوں تو مجھے نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی آسمان ہدایت کی مانند نظر آتی ہے۔ میں اگر جوانی میں تعلیم حاصل کرنا چاہوں تو اس آسمان ہدایت سے مجھے آپ ﷺ کی جوانی نظر آتی ہے۔ حتیٰ کہ مجھے زندگی کے جس شعبہ میں رہبری کی ضرورت پڑتی ہے۔ میں آنکھ اٹھا کر آسمان ہدایت سے وہ تصویر دیکھ لیتا ہوں۔ سبحان اللہ، میرے آقا ﷺ کی وہ پاکیزہ اور کامل زندگی ہے جس نے دنیا کے اندر ہر میدان میں انسانیت کو رہبری عطا فرمائی۔

## معلمّ کامل:-

میرے دوستو! مذہبی اداروں میں شخصیت پرستی کی بجائے خدا پرستی کی بنیاد کس نے ڈالی؟ میرے محبوب ﷺ نے ڈالی، چنانچہ ارشاد فرمایا لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ کہ خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاتی۔ اعتقادات کے اندر توہم پرستی کے بجائے حقیقت کی راہ دکھانے والے کون ہیں؟ وہ میرے آقا ﷺ ہیں۔ سائنس میں فطرت کی پوجا کرنے کی بجائے اس کو مسخر کرنے کا درس دینے والے کون ہیں؟ وہ میرے آقا ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ سیاسیات کے میدان میں نسلی بادشاہت کی بجائے اخلاق وصفات کے اعتبار سے عوام میں سب سے بہترین کو خلیفہ چننے کی تعلیمات کس نے دیں؟ میرے آقا ﷺ نے دیں۔ علم کی دنیا میں خیال آرائی کے بجائے حقیقت نگاری کا درس کس نے دیا؟ میرے آقا ﷺ نے دیا۔ ارے سماجی تنظیم میں ظلم کے بجائے عدل کو بنیاد بنانے کی تعلیم کس نے دی؟ میرے آقا ﷺ نے دی۔ میرے آقا ﷺ ہی تو تھے جنہوں نے مشرق و مغرب میں انقلاب برپا کر دیا۔ آج دنیا میں جتنی تعلیمات ہیں وہ سب کی سب اسی آفتاب ہدایت سے پھوٹی ہوئی کرنیں ہی نظر آتی ہیں۔ سبحان اللہ

## عدل نبوی ﷺ کفار کی نظر میں:-

پچھلے دنوں امریکہ میں ایک بات بڑی مشہور ہوئی کہ وہاں کی سپریم کورٹ کے اندر انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی شبیہ بنائی، پوری صورت تو نہیں بنائی مگر ایسے ہی موٹا موٹا رنگ بھرا۔ اور پھر انہوں نے اس کے نیچے لکھا کہ یہ مسلمانوں کے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسّلام ہیں۔ وہاں کے مسلمانوں کو اس پر بڑا دکھ ہوا۔ انہوں نے صدر اور سپریم کورٹ کے جج صاحبان کو خطوط لکھے کہ تم نے یہ تصویر کیوں بنائی ہے، ایسا کرنے

کی اجازت نہیں ہے اور اس سے ہمارے جذبات مجروح ہو رہے ہیں۔ امریکہ کے صدر نے ان خطوط کا جواب دیا جو اخبارات اور دوسرے رسائل میں بھی چھپا۔ اس نے وضاحت کی کہ یہ ہمارے ملک کی سپریم کورٹ ہے، یہ عدل و انصاف پر قائم ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں ہر بات انصاف کے مطابق ہو۔ ہم نے پوری تاریخ کو اٹھا کر دیکھا، کہ دنیا میں انصاف کی تعلیم دینے والا کون تھا؟ ہم نے مسلمانوں کو دیکھا، غیر مسلموں کو دیکھا، حتیٰ کہ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک جتنے انسان دنیا میں پیدا ہوئے ہم نے ان سب کی زندگیوں کا مطالعہ کیا۔ ہمیں پوری انسانیت میں ایک یہ ہستی نظر آتی ہے جنہوں نے عدل کی تعلیم دی ہے۔ ہم نے ان کی عظمت کو مانتے ہوئے ان کا نام اپنی سپریم کورٹ میں لکھا ہے۔ لوگو! جہاں دنیا میں عدل کی بات کی جائے گی وہاں ہمارے پیغمبر ﷺ کا نام لیا جائے گا۔ سبحان اللہ

## برطانیہ اور سویڈن کے شہزادوں کے تاثرات:-

میرے پیارے پیغمبر ﷺ کی مبارک زندگی کفار کے دلوں کو بھی متاثر کر رہی ہے۔ اسی لئے کبھی برطانیہ کے شہزادے کا بیان آتا ہے کہ مسلمانوں کے پیغمبر ﷺ سے مجھے بڑی رہبری ملی ہے اور کبھی سویڈن کا شہزادہ 120 مذاہب کا مطالعہ کر کے بالآخر اسلام قبول کر لیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے آقا ﷺ کی زندگی میں وہ جاذبیت تھی کہ اس نے غیروں کے دلوں کو بھی متاثر کر دیا۔

## صداقت نبوی ﷺ ابو جہل کی نظر میں:-

ابو جہل حضور اکرم ﷺ کا بدترین دشمن تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰ علیہ السّلام کا فرعون چھوٹا تھا اور میرا فرعون (ابو جہل) بڑا فرعون ہے۔ بدر کے میدان میں ایک کافر نے ابو جہل سے پوچھا، اے ابوالحکم! تمہاری عظمت کو میں جانتا ہوں۔ تم قریشیوں کے سردار ہو، مگر سچی بات بتاؤ کہ کیا تم اس

پیغمبر ﷺ کو سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا؟ کہنے لگا کہ میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ وہ سچا انسان ہے اور اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اس نے کہا کہ جب تم سمجھتے ہو کہ وہ سچا انسان ہے تو اس کے پیغام کو قبول کیوں نہیں کر لیتے؟ کہنے لگا کہ اس سے میری سرداری چلی جائے گی۔ ارے! میرے پیغمبر ﷺ کے اخلاق کریمانہ نے تو ابو جہل جیسے دشمن اسلام کے دل کو بھی فتح کر لیا تھا لیکن حَمِیَّۃً جَاھِلِیَّۃ کی وجہ سے اس کو ایمان کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ ارے! کفار کے دل بھی مانتے ہیں مگر جسے اللہ چاہتا ہے ہدایت عطا فرما دیتا ہے۔

### ہماری ذمہ داری:-

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے آقا ﷺ کی تعلیمات کو حاصل کریں اور ان کے مطابق اپنی زندگی گزارتے چلے جائیں۔ کیونکہ

مرا قائد ہے وہ زندگی پیغام تھا جس کا صداقت ذات تھی جس کی امانت نام تھا جس کا
وہ رفتہ رفتہ جس نے قوم کو منزل عطا کر دی کلی آغاز تھی جس کی چمن انجام تھا جس کا

جب آپ ﷺ تشریف لائے تو قوم یقیناً جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں گری پڑی تھی۔ آپ ﷺ نے اس قوم کے نوجوانوں پر محنت فرمائی اور جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر پوری دنیا کے سامنے گئے تو

چڑھتے سورج سے تاج مانگا سمندروں سے خراج مانگا

کے مصداق اپنی عظمت کا لوہا منوایا۔ آئیے اس پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی عظمتوں کو سلام کرتے ہوئے آپ ﷺ کی پاکیزہ زندگی کے مطابق ہم اپنے دلوں میں ایک اچھی زندگی گزارنے کے ارادے کر لیں۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی پاکیزہ زندگی عطا فرما دیں، گناہوں سے خالی اور

اچھے اخلاق والی زندگی عطا فرما دیں۔اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب ﷺ کے نقش قدم پر چل کر زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرما دیں۔(آمین ثم آمین)

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے　　دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ